انسانی جان اور جسم کے خلاف جرائم کی سزا

اسلامی قانون میں

ڈاکٹر عبد العزیز عامر

ترجمہ: معروف شاہ شیرازی

(۸)

دیت میں اضافہ ان حالات کی مثال، جن میں مقررہ دیت سے زیادہ تاوان عائد کیا جاتا ہے، یہ ہے کہ ضربات کے نتیجے میں، مثلاً شخصِ متضرر کے تمام دانت گر جائیں۔ اور کسی وجہ سے قصاص اس قضیے میں ساقط ہو جاتے۔ یا صورت یہ ہو کہ دانت ایک ایسے جرم کے نتیجے میں گر گئے ہوں، جس کا ارتکاب بطور خطا کیا گیا ہو۔ اس صورت میں پوری دیت کے علاوہ دیت کا ۳/۵ حصہ مزید عائد ہوگا[۱] کیونکہ ہر شخص کے بالعموم ۳۲ دانت ہوتے ہیں۔ اگر ہر دانت کی دیت ۱/۲۰ ہو تو ۳۲ دانتوں کا تاوان ۱ ۳/۵ بنتا ہے۔ اس مثال میں یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے کہ جرم کے نتیجے میں خواہ عضو ضائع ہو یا فقط اس کی افادیت زائل ہو دونوں صورتوں کا حکم ایک ہی ہوگا[۲]۔

دیت غیر معیّنہ اگر کسی قضیے میں قصاص، دیت اور کوئی مقررہ تاوان (PRESCRIBED DAMAGES) نہ ہو تو.

---

[۱] البدائع، الکاسانی، ج ۷، ص ۳۱۵۔ اور اس میں ہے: "مجرم نے کسی شخص کو مارا اور اس کے تمام دانت گر گئے اس میں پوری دیت اور ۳/۵ حصہ مزید واجب ہوگا۔ کیونکہ دانت ۳۲ ہوتے ہیں" ص ۳۲۲۔

[۲] الکاسانی، ج ۷، ص ۳۱۴۔

۴۔ زور سے آناً فاناً مسلط کر دیتی ہے۔ سرمایہ داری جس مفسدانہ و مہلکانہ عمل کا آغاز کرتی ہے، اشتراکیت اسے نہایت سرعت کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچاتی ہے۔

اس میں، غیر مقرر تاوان (UNPRESCRIBED DAMAGES) واجب ہوگا تاکہ جرم کے نتیجے میں ہونے والا نقصان بغیر کسی تلافی کے نہ رہ جائے اور ہر قسم کی سزا سے بچ کر مجرم ارتکاب جرائم پر جری نہ ہو[1]۔ غیر مقررہ تاوان کو منصفانہ معاوضہ (PROPER DAMAGES) یا منصفانہ فیصلہ (JUDICIAL DECISION) کہا جاتا ہے۔ اور یہ فیصلہ ایک جج وہاں کرتا ہے، جہاں شارع کی طرف سے قانون میں کوئی مقررہ سزا یا تاوان تجویز نہ کیا گیا ہو۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جج کس معیار کے مطابق غیر مقرر تاوان کے تعین کا فیصلہ کرے گا؟ امام طحاوی کہتے ہیں کہ وہ فرد متضرر کو ایک صحیح و سالم اور بھلا چنگا غلام تصور کر کے اس کی دیت مقرر کرے گا پھر وہ موجودہ ضرر رسیدہ حالت میں اسے غلام تصور کر کے اس کا خونبہا مقرر کرے گا۔ پھر یہ دیکھا جائے گا کہ ان دونوں میں کتنا فرق ہے؟ یہ فرق کم تر درجے کی دیت کا ایک جزو ہوگا۔ فقہی اصطلاح میں اسی کو "الحکومة" یا "حکم العدل" (منصفانہ عدالتی تاوان) کہا جاتا ہے۔

لیکن امام کرخی کہتے ہیں کہ جن جرائم میں مقرر تاوان نہیں ہے، انہیں اس قریبی جرم پر قیاس کیا جائے گا جس میں دیت مقرر ہے۔ دو ماہر سرجن اس امر کا تعین کریں گے کہ ان زخموں اور جانی نقصانات کی مقدار کیا ہے جن کا تاوان مضرت کی کثرت یا قلت دونوں صورتوں میں غیر مقرر ہے۔ جج ان ماہرین جراحت کی رائے کے مطابق فیصلہ کرے گا اور متضرر کو مقرر تاوان کا ایک حصہ دلائے گا۔ امام کرخی کہتے ہیں کہ پہلی رائے پر اگر عمل کریں تو اس سے بعض اوقات لازم آتا ہے کہ کھوپڑی اور سر کے ایک چھوٹے زخم کا معاوضہ تو بہت زیادہ ہو جائے اور اس کے مقابلے میں ایک بڑے زخم کا معاوضہ کم ہو۔ مثال کے طور پر اگر ایک غلام کا زخم گوشت اور ہڈی کے درمیان والے پردے (سمحاق) تک پہنچ جائے تو اس کا تاوان پوری دیت کے ½ سے زاید ہوگا۔ اگر ایک آزاد آدمی کی دیت کو لے کر اس اصول کے وجوب کو تسلیم کیا جائے تو اس طرح سمحاق کے زخم کا تاوان اس زخم سے زیادہ ہو جائے گا جو گوشت اور سمحاق سے بھی آگے گزر کر ہڈی کو بالکل ننگا کر دے حالانکہ یہ جائز نہیں ہے۔

[1] البدائع۔ الکاسانی، ج ۷، ص ۳۲۳ لکھتے ہیں: "قاعدہ یہ ہے کہ قتل سے کم درجے کے جن جرائم میں قصاص یا مقررہ معاوضہ نہیں ہوتا، تو اس میں منصفانہ فیصلہ (ارش بالحکومۃ) ہوگا کیونکہ ایک بے قصور متضرر کے متعلق قاعدہ یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے اس کے نقصان کی تلافی کی جائے اور مجرم کی سرزنش کی جائے۔"

متقدم الذکر رائے کے حق میں سند یہ ہے کہ آزاد کی دیت کے بالمقابل غلام کی دیت ہے۔[1]

وہ حالات جن میں منصفانہ معاوضہ (PROPER DAMAGES) یا غیر مقررہ تاوان (UNRESCRIBED DAMAGES) واجب ہوتا ہے۔ ان کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کے کسی عضو کو جوڑ کے نصف حصے سے کاٹ دے۔ جمہور فقہاء کی رائے کے مطابق ایسے حالات میں قصاص ممکن نہیں ہے۔ اور اس میں کوئی مقررہ تاوان بھی نہیں ہے۔ لہٰذا غیر مقررہ تاوان واجب ہوگا۔[2]

اسی طرح ان تمام حالات میں بھی قصاص نہیں ہوتا، اور مقرر کے بجائے غیر مقررہ تاوان ہوتا ہے۔ جن میں جسم کی کوئی ہڈی مضرت کا نشانہ بنے۔ چند حضرات کو چھوڑ کر جمہور علماء کی یہی رائے ہے کیونکہ اس صورت میں مضرت کے مماثل اور برابر قصاص لینا ممکن نہیں ہے۔ جہاں کوئی مقررہ معاوضہ نہیں ہے، ایسے تمام حالات میں غیر معیّن تاوان واجب ہوتا ہے۔[3]

جسم کے زائد اعضاء میں بھی غیر مقررہ معاوضہ واجب ہے۔ مثلاً زائد انگلی۔ اس میں قصاص واجب نہیں ہے۔ نہ اس میں کوئی مقررہ دیت ہے۔ کیونکہ زائد انگلی کی نہ کوئی افادیت ہے اور نہ اس سے جسم انسانی کی خوبصورتی میں کوئی اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن وہ نفس انسانی کا ایک حصہ ہے اور انسانی نفس کی حفاظت

---

[1] البدائع، الکاسانی، ج ۷، ص ۳۲۴-۳۲۵۔ تبیین الحقائق شرح الکنز زیلعی، جز ۶، ص ۱۳۳۔ الشرح الکبیر، جزء ۹، ص ۶۳۷ اور اس کے بعد۔ الاحکام السلطانیہ۔ ابویعلیٰ ص ۲۶۲، لکھتے ہیں: "غیر مقررہ معاوضہ یہ ہے کہ حاکم منفرر کی قیمت یہ فرض کرتے ہوئے مقرر کرے گویا کہ وہ بے عیب غلام ہے۔ پھر عیب اور مضرت کی موجودگی میں اس کی قیمت کا اندازہ کیا جائے۔ اس طرح دو قیمتوں کے درمیان جو فرق ہوگا وہ عدالتی تاوان ہوگا"۔ التاج والاکلیل لمختصر خلیل، ج ۶، ص ۲۵۸۔ یہ کتاب مواہب الجلیل کے حاشیے پر چھپی ہوئی ہے۔ حاشیہ الدسوقی علی شرح الدردیر، جزء ۴، ص ۳۱۵، ۳۱۶۔

[2] الکاسانی، ج ۷، ص ۳۰۲۔ لکھتے ہیں: "اس نے نصف حصہ کاٹ لیا تو اس میں قصاص نہیں ہے۔ کیونکہ نصف بند سے کٹنے کی صورت میں پورا پورا بدلہ لینا ممکن نہیں ہے اس میں منصفانہ معاوضہ واجب ہوتا ہے کیونکہ اس پر کوئی مقررہ تاوان نہیں ہے"۔ [3] الکاسانی ج ۷، ص ۳۲۳۔ "ہر عام قسم کی ہڈیوں کے ٹوٹ جانے میں غیر مقرر عدالتی تاوان واجب ہوتا ہے۔ صرف دانت اس سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ ہڈی میں برابر کا بدلہ لینا ممکن نہیں ہے نیز شریعت نے اس میں کوئی تاوان مقرر نہیں کیا"۔

اور احترام واجب ہے، اگرچہ اس کی کوئی افادیت اور زینت نہ ہو۔ علاوہ ازیں زائد اعضاء کے نقصان سے بھی ضرر رسیدہ انسان بدنمائی اور رنج والم میں مبتلا ہوتا ہے اس لیے جسد انسانی کے اجزاء اگر تلف ہوں، تو ان پر ضمان بہرحال لازم ہے[1]۔

اسی طرح ان اعضاء میں بھی غیر مقررہ تاوان واجب ہوتا ہے جو اپنے تخلیقی مقاصد نہ پورے کر رہے ہوں۔ مثلاً گونگے کی زبان[2]، ایسی آنکھ جس میں بینائی نہ ہو[3]، شل ہاتھ اور پاؤں[4] اور خصی اور عنین کے اعضائے جنسی[5]۔ ان اعضاء میں قصاص اس لیے نہیں ہے کہ دونوں میں برابری مفقود ہے۔ اور ان میں شارع کی جانب سے کوئی مقررہ تاوان بھی نہیں ہے۔ چونکہ یہ اعضاء جسم انسانی کا ایک حصہ ہیں۔ اور جسم کے تمام اعضاء شریعت کی نظر میں محترم اور مضمون (GUARANTEED) ہیں۔ اگرچہ وہ کوئی حسن اور منفعت نہ رکھتے ہوں۔ نیز یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مضرت کی وجہ سے متضرر درد والم کا شکار ہوتا ہے اور اس کی خوبصورتی اور زیب وزینت میں بھی فرق آتا ہے۔

---

[1] الکاسانی جزء ۷، ص ۳۲۳۔ تبیین الحقائق، شرح الکنز زیلعی ج ۶، ص ۱۳۴۔ السرخسی جزء ۲۶ ص ۱۶۶، ۱۶۷۔ الاحکام السلطانیہ، ابویعلیٰ، ص ۲۶۲۔

[2] البدائع، الکاسانی، ج ۷، ص ۳۲۳ "گونگے کی زبان میں منصفانہ معاوضہ ہے"۔ الاحکام السلطانیہ، ابویعلیٰ ص ۲۶۲۔

[3] البدائع، الکاسانی، جزء ۷، ص ۳۲۳۔ الاحکام السلطانیہ، ابویعلیٰ ص ۲۶۲۔

[4] البدائع، الکاسانی، جزء ۷، ص ۳۲۳۔ "اور اس میں لکھتے ہیں کہ شل ہاتھ اور پاؤں میں منصفانہ معاوضہ ہے"۔ الاحکام السلطانیہ، ابویعلیٰ ص ۲۶۲۔

[5] البدائع، الکاسانی، جزء ۷، ص ۳۲۳۔ لکھتے ہیں: "خصی اور عنین کے آلۂ تناسل میں بھی منصفانہ معاوضہ ہے... چونکہ ان میں منفعت نہیں ہے لہٰذا محض ظاہری شکل کا کوئی اعتبار نہ ہوگا"۔

مبحث ثانی

سر اور چہرے کے زخموں کی اقسام اور ان کے احکام

شجاج | شجاج شجّہ کی جمع ہے اور شجّہ سر اور چہرے پر آنے والے زخموں کو کہتے ہیں۔ اس کی تعریف میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ شجّہ صرف وہ زخم ہے جو سر اور چہرے یا ان مقامات پر آئے جہاں سر اور چہرے کی ہڈی ہوتی ہے۔ مثلاً ماتھا، رخساروں کا وہ بالائی حصہ، جس میں ہڈی (MALAR BONE) ہو، یا کنپٹی، ٹھوڑی اور جبڑے کا وہ حصہ جو رخساروں سے نیچے ہو۔ ان کے نزدیک شجّۃ الآمّہ سر اور چہرے کا صرف وہ زخم ہے جو دماغ کی جلد (MENINGES) تک پہنچ جائے۔

امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور بعض دوسرے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ سر اور چہرے کے علاوہ جسم کے جس حصے میں ایسے زخم ہوں، جن پر شجاج کے ضمن میں بحث ہو رہی ہے تو وہ بھی شجّہ ہی کہلائیں گے۔ لیکن جمہور فقہاء کی رائے یہی ہے کہ شجّہ کا اطلاق صرف اس زخم پر ہوگا جو سر اور چہرے پر آئے اور اس کے ماسوا دوسرے زخموں کے لیے لفظ جراحۃ (WOUND) استعمال ہوگا۔[1]

---

[1] الکاسانی، ج ۷، ص ۲۹۶، لکھتے ہیں: "شجّہ وہ زخم ہے جو سر اور چہرے کے ان مقامات پر آئے جہاں ہڈی ہو، مثلاً پیشانی، رخسار، کن پٹی، رخساروں سے نیچے ٹھوڑی اور جبڑے۔ آمّہ وہ زخم ہوتا ہے جو سر اور چہرے کی ایسی جگہ پر آئے جہاں سے وہ دماغ تک پہنچ جاتے ..... عام فقہاء کا یہی قول ہے ..... لیکن بعض فقہاء کہتے ہیں کہ ان زخموں کے احکام جسم کے دوسرے حصوں میں بھی جاری ہوں گے۔" ـــــ تبیین الحقائق شرح الکنز، زیلعی، ج ۶، ص ۱۳۲، اس میں لکھتے ہیں: "شجاج خاص طور پر سر اور چہرے کے زخموں کو کہتے ہیں ..... اس کے سوا بدن کے دوسرے زخموں کے لیے جراح (WOUND) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔" ـــــ الشرح الکبیر، ج ۹، ص ۶۱۹، لکھتے ہیں: "شجّہ مخصوص طور پر سر اور چہرے کے زخموں کے لیے استعمال ہوتا ہے" ـــــ نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، ج ۷، ص ۲۹ - اس بنا پر سر اور چہرے کے زخموں کو شجّہ کہتے ہیں، اگرچہ یہ بھی جسم انسانی کے دوسرے زخموں کی طرح ایک زخم ہوتا ہے لیکن عرب سر اور چہرے کے زخموں کے لیے یہی لفظ استعمال کرتے ہیں۔

اس کے اقسام امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک شجّہ کی گیارہ قسمیں ہیں:

حارصہ، دامعہ، دامیہ، باضعہ، متلاحمہ، سمحاق، موضحہ، ہاشمہ، منقلہ، آمّہ اور دامغہ۔

امام محمدؒ نے شجاج کی ۹ قسمیں ذکر کی ہیں انہوں نے حارصہ اور دامغہ کا ذکر نہیں کیا۔[۱]

امام مالکؒ کے نزدیک اس کی صرف دس اقسام ہیں۔ ان میں انہوں نے ہاشمہ کو حذف کر دیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ہاشمہ کا اطلاق ان زخموں پر ہوتا ہے جو سر اور چہرے کو چھوڑ کر جسم کے دوسرے حصوں میں آئیں۔ امام مالکؒ شجّہ کی تقسیم دامیہ سے شروع کرتے ہیں اس کے بعد حارصہ پھر سمحاق، پھر باضعہ، پھر متلاحمہ اور چھٹا ان کے نزدیک "ملطاۃ" سے موسوم ہے۔[۲]

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک بھی شجّہ کی دس اقسام ہیں، کیونکہ یہ دونوں حضرات دامعہ کو حذف کرتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ امام احمدؒ دامیہ کو بازلہ بھی کہتے ہیں جب کہ دونوں ائمہ آمّہ کو مامومہ بھی کہتے ہیں۔[۳]

ان کے معانی آئندہ سطور میں ہم شجّہ کے معانی کی تفصیل بیان کریں گے:

۱۔ حَارِصَہ یعنی خراش (SCRATCH)۔ یہ وہ زخم ہے جو جلد پر آئے لیکن اس سے خون نہ بہے۔ عرب کہتے ہیں حرص القصار الثوب (دھوبی نے کپڑا پھاڑ دیا) یعنی کوٹتے ہوئے اسے پھاڑ دیا۔

---

[۱] الکاسانی، ج ۷، ص ۲۹۶، لکھتے ہیں "شجّہ کی تعداد گیارہ ہے، حارصہ۔۔۔ دامغہ۔ امام محمدؒ نے تعداد ۹ لکھی ہے۔ انہوں نے حارصہ اور دامغہ کا ذکر نہیں کیا۔" تبیین الحقائق شرح الکنز، زیلعی، ج ۶ ص ۱۳۲ لکھتے ہیں: "شجاج ۔۔۔ آمّہ"، "آمّہ کے بعد ایک زخم کا ذکر ہوا کرتا ہے، جسے دامغہ کہتے ہیں، لیکن امام محمدؒ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔"

[۲] التاج والاکلیل لمختصر خلیل، یہ مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل کے حاشیہ پر مطبوع ہے ج ۶ ص ۲۴۶ - ۲۴۷۔ حاشیۃ الدسوقی علی شرح الدردیر، ج ۴، ص ۲۹۳ اور اس کے بعد۔ الشرح الکبیر ج ۹ ص ۶۱۹۔

[۳] المہذب، ج ۲ ص ۲۱۲ ۔ نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج۔ ج ۷ ص ۲۹ اور اس کے بعد۔ کشاف القناع عن متن الاقناع، ج ۳ ص ۳۸۵ اور اس کے بعد۔ الشرح الکبیر، ج ۹ ص ۶۱۹۔ یہ المغنی کے ساتھ چھپی ہوئی ہے۔ الاحکام السلطانیہ، ابو یعلی، ص ۲۶۱ اور اس کے بعد۔

۲- دامعہ (TEARE R) وہ زخم ہے جو آنسوؤں کی طرح خون کو ظاہر کر دے مگر خون اپنی جگہ سے بہے نہیں۔

۳- دامیہ (BLEEDING) وہ زخم جس سے خون بہہ نکلے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ دامیہ وہ ہے جس میں خون تو آجائے لیکن بہے نہیں۔ اگر تعریف یہ ہو تو پھر دامعہ وہ زخم ہو گا جس سے خون بہہ نکلے۔

۴- باضعہ: (DISSECTION) وہ زخم جو جلد کو کاٹ دے، بَضْع عربی زبان میں کاٹنے اور پھاڑنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۵- متلاحمہ یہ وہ زخم ہے جس سے گوشت کٹ جائے، لیکن اس کے بعد گوشت مل جائے اور کٹی ہوئی جگہ باہم جڑ جائے۔ امام محمدؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ متلاحمہ کا نمبر باضعہ سے پہلے ہے۔ متلاحمہ التحم الشیئان سے ماخوذ ہے یعنی دو چیزوں کا باہم جڑ جانا، جبکہ ان میں سے ہر ایک دوسری سے جڑ جائے۔ لہٰذا متلاحمہ وہ ہوگا جو جلد کے نیچے گوشت کو ظاہر تو کر دے لیکن کاٹے نہیں اور باضعہ کا نمبر اس کے بعد آئے گا کیونکہ اس میں گوشت بھی کٹ جاتا ہے لیکن ظاہر روایت میں اس کی تعریف یہی منقول ہے کہ متلاحمہ وہ ہے جو گوشت کے بیشتر حصے کو کاٹ دے اور اس کا نمبر باضعہ کے بعد آتا ہے۔

۶- سمحاق، وہ زخم جو اس باریک جھلی (PERIOSTEUM) تک پہنچ جائے جو گوشت اور ہڈی کے درمیان ہوتی ہے۔ اس زخم میں جلد کے بعد تمام گوشت بھی کٹ جاتا ہے اور ہڈی پر صرف باریک جھلی رہ جاتی ہے۔

۷- مُوضحہ: (REACHES TO BONE) وہ زخم جو ہڈی کو ظاہر کر دے۔ اس میں جلد، گوشت اور سمحاق تینوں کٹ جاتے ہیں۔

۸- ہاشمہ، یہ وہ زخم ہوتا ہے جس میں ہڈی ٹوٹ تو جاتی ہے لیکن وہ اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے۔

۹- مُنقلہ، وہ جو ہڈی کو توڑنے کے بعد اسے اپنی جگہ سے بھی ہٹا دے۔

۱۰- آمّہ، وہ زخم جو اُمّ دماغ تک پہنچ جائے۔ اُم دماغ وہ باریک جھلی ہے جو دماغ کو مجتمع رکھتی ہے۔

۱۱- دامغہ، وہ زخم جو دماغ تک پہنچ جائے، امام محمدؒ نے اس زخم کا ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ دماغ تک چوٹ کے نفوذ کر جانے کے بعد بالعموم منضرر چل بنتا ہے، لہٰذا یہ زخم شجّہ نہیں رہتا بلکہ قتل شمار ہوتا ہے[۵]۔

۵ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں